نبی الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

چودھویں صدی کے
ایک سیاسی لیڈر کی نظر میں



امام المناظرین مفسر قرآن
حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ اشاعت العلوم

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چودھویں صدی کے ایک سیاسی لیڈر
کی نظر میں

از قلم

مفسرِ قرآن امام المناظرین

حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ اشاعت العلوم، وسن پورہ، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ

نام کتاب	:	نبی الانبیاء چودھویں صدی کے ایک سیاسی لیڈر کی نظر میں
مصنف	:	امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	:	24
اشاعت	:	ذوالحجہ الحرام 1440ھ / اگست 2019ء
ناشر	:	ادارہ اشاعت العلوم، لاہور
تعداد	:	2000
قیمت	:	-/30 روپے

ملنے کا پتا:

ادارہ اشاعت العلوم جامعہ مسجد حنفیہ، وسن پورہ، لاہور

فہرست

مودودی صاحب کا بیان

پیراگراف نمبر ا

تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اللہ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا اور اسے انسانیت کا امام مقرر کیا یہ ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یکا یک سونپی گئی اور آپ اس کے کسی درجہ میں خواہش مند نہ تھے، یہ انتخاب خداوندی تھا کہ آپؐ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور ایک عالمگیر دعوت کی ذمہ داریاں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سونپ دی گئیں۔ آپ کے حاشیہ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک کبھی نہ گزری تھی۔

بس یکا یک راہ چلتے انہیں کھینچ بلایا گیا اور نبی بنا کر وہ حیرت انگیز کام اُن سے لیا گیا، جس کا کوئی نقش آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سابق زندگی میں نظر نہیں آتا۔ مکہ کے لوگ خود جانتے تھے کے غارِ حراء سے جس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کا پیغام لے کر اترے اس سے ایک دن پہلے تک آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی کیا تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مشاغل کیا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات چیت کیا تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات چیت کے موضوعات کیا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلچسپاں اور سرگرمیاں کس نوعیت کی تھیں۔

یہ پوری زندگی صداقت، دیانت، امانت اور پاکبازی سے لبریز ضرور تھی۔ اس میں انتہائی شرافت، امن پسندی، پاس عہد، ادائے حقوق اور خدمت خلق کا رنگ بھی غیر معمولی شان کے ساتھ نمایاں تھا۔ مگر اس میں کوئی چیز ایسی موجود نہ تھی جس کی بنا پر کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ خیال گزر سکتا ہو کہ یہ نیک بندہ کل نبوت کا دعویٰ لے کر

اُٹھنے والا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قریب ترین ربط وضبط رکھنے والوں میں آپ کے رشتہ داروں اور ہمسایوں اور دوستوں میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہلے سے نبی بننے کی تیاری کر رہے تھے۔ کسی نے ان مضامین اور مسائل اور موضوعات کے متعلق کبھی ایک حرف تک آپ کی زبان سے نہ سنا تھا جو غارِ حرا کی اُس انقلابی ساعت کے بعد یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر جاری ہونے شروع ہو گئے۔ کسی نے آپ کو وہ مخصوص زبان اور وہ الفاظ اور اصطلاحات استعمال کرتے نہ سنا تھا۔ جو اچانک قرآن پاک کی صورت میں لوگ آپ سے سننے لگے۔ کبھی آپ وعظ کہنے کھڑے نہ ہوئے تھے۔ کبھی کوئی دعوت اور تحریک لے کر نہ اُٹھے تھے، بلکہ کبھی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سرگرمی سے یہ گمان تک نہ ہوسکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجتماعی مسائل کے حل یا مذہبی اصلاح یا اخلاقی اصلاح کے لیے کوئی کام کرنے کی فکر میں ہیں۔ اس انقلابی ساعت سے ایک دن پہلے تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک ایسے تاجر کی زندگی نظر آتی تھی جو سیدھے سادے جائز طریقوں سے اپنی روزی کماتا ہے۔ اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ مہمانوں کی تواضع، غریبوں کی مدد اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرتا ہے اور کبھی کبھی عبادت کرنے کے لیے خلوت میں جا بیٹھتا ہے۔ ایسے شخص کا ایک عالم گیر زلزلہ ڈال دینے والی خطابت کے ساتھ اُٹھنا، ایک انقلاب انگیز دعوت شروع کر دینا، ایک نرالہ لٹریچر پیدا کر دینا، ایک مستقل فلسفہ حیات اور نظامِ فکر و اخلاق و تمدن لے کر سامنے آ جانا، اتنا بڑا تغیر جو انسانی نفسیات کے لحاظ سے کسی بناوٹ اور تیاری اور ارادی کوشش کے نتیجے میں قطعاً رونما نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ ایسی ہر کوشش اور تیاری بہر حال تدریجی ارتقاء کے مراحل سے گزرتی ہے اور یہ مراحل اُن لوگوں سے کبھی مخفی نہیں رہ سکتے۔ جن کے درمیان آدمی شب و روز زندگی گزارتا ہو۔ اگر

آنحضرت ﷺ کی زندگی ان مراحل سے گزری ہوئی ہوتی تو مکہ میں سینکڑوں زبانیں یہ کہنے والی ہوتیں کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ شخص ایک بڑا دعویٰ لے کر اُٹھنے والا ہے، لیکن تاریخ شاہد ہے کہ کفارِ مکہ نے آپ ﷺ پر ہر طرح کے اعتراضات کیے۔ مگر یہ اعتراض کرنے والا اُن میں سے کوئی ایک بھی نہ تھا۔

پیراگراف ۲

پھر یہ بات کہ آپ خود بھی نبوت کے خواہشمند یا اس کے لیے متوقع اور منتظر نہ تھے، بلکہ پوری بے خبری کی حالت میں اچانک آپ ﷺ کو اس معاملہ سے سابقہ پڑا۔ اُس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے جو احادیث میں آغاز وحی کی کیفیت کے متعلق منقول ہوا ہے۔ جبریل (علیہ السلام) سے پہلی ملاقات اور سورۃ علق کی ابتدائی آیات کے نزول کے بعد آپ (ﷺ) غارِ حرا سے کانپتے اور لرزتے ہوئے گھر پہنچتے ہیں، گھر والوں سے یہ کہتے ہیں کہ ''مجھے اُڑھاؤ'' کچھ دیر کے بعد جب خوف زدگی کی کیفیت دور ہوتی ہے۔ تو اپنی رفیق زندگی کو سارا ماجرا سنا کر کہتے ہیں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ وہ فوراً جواب دیتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ آپ (ﷺ) کو اللہ ہرگز رنج میں نہ ڈالے گا۔ آپ تو قرابت داروں کا حق ادا کرتے ہیں۔ بے بس کو سہارا دیتے ہیں، بے زر کی دستگیری کرتے ہیں، مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ ہر کارِ خیر میں مدد کے لیے تیار رہتے ہیں۔ پھر وہ آپ (ﷺ) کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس جاتی ہیں جو ان کے چچازاد بھائی اور اہلِ کتاب میں سے ایک ذی علم اور راست باز آدمی تھے۔ وہ آپ (ﷺ) سے سارا ماجرا سننے کے بعد بلا تامل کہتے ہیں کہ یہ جو آپ (ﷺ) کے پاس آیا تھا۔ وحی ناموس (کارِ خاص پر

ماموُر فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا اور اُس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نکال دے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لے کر آئے ہیں اور لوگ اس کے دشمن نہ ہو گئے ہوں۔

پیراگراف نمبر ۳

یہ پورا واقعہ اس حالت کی تصویر پیش کر دیتا ہے، جو بالکل فطری طور پر یکا یک خلاف توقع ایک انتہائی غیر معمولی تجربہ پیش آ جانے سے کسی سیدھے سادے انسان پر طاری ہوسکتی ہے۔ اگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پہلے سے نبی بننے کی فکر میں ہوتے اور اپنے متعلق یہ سوچ رہے ہوتے کہ مجھ جیسے آدمی کو نبی ہونا چاہیے اور اس انتظار میں مراقبے کر کر کے اپنے ذہن پر زور ڈال رہے ہوتے کہ کب کوئی فرشتہ آتا ہے اور میرے پاس پیغام لاتا ہے، تو غارِ حرا والا معاملہ پیش آتے ہی آپ خوشی سے اُچھل پڑتے اور بڑے دم دعوے کے ساتھ پہاڑ سے اُتر کر سیدھے اپنی قوم کے پاس پہنچتے اور اپنی نبوت کا اعلان کر دیتے، لیکن اس کے برعکس یہاں حالت یہ ہے کہ جو کچھ دیکھا تھا اس پر ششدر رہ جاتے ہیں، کانپتے لرزتے گھر پہنچتے ہیں۔ لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں۔ ذرا دل ٹھہرتا ہے تو چپکے سے بیوی کو بتاتے ہیں کہ آج غار کی تنہائی میں مجھ پر یہ حادثہ گزرا ہے۔ مجھے اپنی جان کی خیر نظر نہیں آتی۔ یہ کیفیت نبوت کے امیدوار کی کیفیت سے کس قدر مختلف ہے۔

پیراگراف نمبر ۴

پھر بیوی سے بڑھ کر شوہر کی زندگی، اس کے حالات اور اس کے خیالات کو کون

جان سکتا ہے۔ اگر ان کے تجربے میں پہلے سے یہ بات آئی ہوتی کہ میاں نبوت کے امیدوار ہیں اور ہر وقت فرشتے کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تو اُن کا جواب ہرگز وہ نہ ہوتا جو حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے دیا۔ وہ کہتیں کہ میاں گھبراتے کیوں ہو۔ وہ پندرہ برس کی رفاقت میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی کا جو رنگ دیکھ چکی تھیں۔ اس کی بنا پر انہیں یہ بات سمجھنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ لگی کہ ایسے نیک اور بے لوث انسان کے پاس شیطان نہیں آ سکتا۔ نہ اللہ اس کو بری آزمائش میں ڈال سکتا ہے۔ اس نے جو دیکھا وہ سراسر حقیقت ہے اور یہی معاملہ ورقہ بن نوفل کا بھی ہے۔ وہ کوئی باہر کے آدمی نہ تھے بلکہ حضور (علیہ السلام) کی اپنی برادری کے آدمی تھے اور قریب کے رشتے سے برادر نسبتی تھے۔ پھر ایک ذی علم عیسائی ہونے کی حیثیت سے نبوت اور کتاب اور وحی کو بناوٹ اور تصنع سے ممیز کر سکتے تھے۔ عمر میں بڑے ہونے کی وجہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پوری زندگی بچپن سے اُس وقت تک اُن کے سامنے تھی۔ انہوں نے بھی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان سے حراء کی سرگزشت سنی تو فوراً کہہ دیا کہ یہ آنے والا وہی فرشتہ ہے، جو موسیٰ (علیہ السلام) پر وحی لاتا تھا۔ کیونکہ یہاں بھی وہی صورت پیش آئی تھی جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ پیش آئی تھی کہ ایک انتہائی پاکیزہ سیرت کا سیدھا سادہ انسان بالکل خالی الذہن ہے۔ نبوت کی فکر میں رہنا تو در کنار اس کے حصول کا تصور بھی اس کے حاشیۂ خیال میں کبھی نہیں آیا ہے اور اچانک وہ پورے ہوش و حواس کی حالت میں اعلانیہ اس تجربے سے دو چار ہوتا ہے۔ اس چیز نے دو اور دو چار کی طرح بلا ادنیٰ تامل اس نتیجے تک پہنچا دیا کہ یہاں کوئی فریب نفس یا کوئی شیطانی کرشمہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سچے انسان نے اپنے کسی ارادے اور خواہش کے بغیر جو کچھ دیکھا وہ اس اصل حقیقت ہی کا مشاہدہ ہے۔ [1]

---

[1] اخبار نوائے وقت، ۳ مارچ ۱۹۷۶ء

یہ سارا مضمون مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن جلد نمبر 3 ص 667 سے ص 669 میں موجود ہے۔ وہاں سے ہی قدرے ترمیم کے بعد لیا گیا ہے۔ تفسیر میں بعض ایسی باتیں ہیں جن کو مودودی صاحب اخباری مضمون میں چھوڑ گئے ہیں کیونکہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ تفسیر تو میرے پرست گار ہی پڑھتے ہیں لیکن اخبار ایک عوامی چیز ہے۔ لہٰذا تفسیر کا مضمون نسبتاً اخبار کے زیادہ لچر ہے۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ:

جس طرح موسیٰ علیہ السلام بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے اور ایک عظیم الشان مشن پر وہ معمور کیے جانے والے ہیں۔ اُن کے حاشیۂ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک کبھی نہ گزری تھی۔ بس یکا یک راہ چلتے انہیں کھینچ بلایا گیا اور نبی بنا کر وہ حیرت انگیز کام اُن سے لیا گیا، جو اُن کی سابق زندگی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا تھا۔ ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔ [۱]

اس کے بعد مودودی صاحب اپنے دلی روگ کا ثبوت دیتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

پھر بیوی سے بڑھ کر شوہر کی زندگی، اس کے حالات اور اس کے خیالات کو کون جان سکتا ہے۔ اگر ان کے تجربے میں پہلے سے یہ بات آئی ہوئی ہوتی کہ میاں نبوت کے اُمیدوار ہیں اور ہر وقت فرشتے کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تو ان کا جواب ہرگز وہ نہ ہوتا جو حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے دیا وہ کہتیں کہ میاں گھبراتے کیوں ہو جس چیز کی مدتوں سے تمنا تھی وہ مل گئی۔ چلو اب پیری کی دُکان چمکاؤ میں بھی نذرانے سنبھالنے کی تیاری کرتی ہوں۔ [۲]

---

[۱] تفہیم القرآن، جلد 3 ص 667 حاشیہ نمبر 109

[۲] تفسیر تفہیم القرآن، جلد نمبر 3، ص 669

مودودی صاحب کی اخباری اور تفسیری عبارت کے اگر تمام کیڑے نکالے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے۔ لیکن ہم چند موٹی موٹی باتوں کی نشاندہی کرنے کے بعد مودودی صاحب کی علمی قابلیت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تبصرہ کرتے ہیں۔

مودودی صاحب کے بیان سے مندرجہ ذیل باتیں مفہوم ہیں

1۔ نبوت ایک کسبی چیز ہے جس کے لیے نبوت کی تمنا رکھنے والا خود تیاری کرتا ہے۔

2۔ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس برس تک اپنے نبی ہونے سے بے خبر تھے۔

3۔ موسیٰ علیہ السلام کو بھی علم نہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

4۔ نبوت محض پیری کی دُکان ہوتی ہے اور انبیاء کی ازواجِ پاک مخلوق کی طرف سے نذرانوں کی تمنا رکھنے والی ہوتی ہیں۔

کیا نبوت ایک کسبی مقام ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ نبوت و رسالت محض فضل خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اس میں کسی کے اپنے کسب کو ہرگز کوئی دخل نہیں۔

آیت نمبر 1: اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ

(سورۃ حج، آیت 75)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ منصب رسالت کے لیے فرشتوں اور انسانوں سے خود چنتا ہے۔

آیت نمبر 2: اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ

(سورۃ شوریٰ، آیت نمبر 13)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اُسے چنتا ہے۔

ثابت ہوا کہ نبوت اور رسالت کے لیے چناؤ محض اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کسب کی مداخلت سے بالکل بالاتر ہے۔ نبوت اور رسالت کے لازمی اوصاف بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے۔

لوازماتِ نبوت بھی عطائی ہوتے ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق خود فرماتا ہے:

وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ○ وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً

(سورۃ مریم، آیت نمبر 12-13)

ترجمہ: ہم نے اُسے بچپن ہی میں ''حکم'' سے نوازا، اور اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی۔ [۱]

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ لوازماتِ نبوت بھی عطائی ہوتے ہیں نہ کہ کسبی۔ تو جب نبوت اور لوازماتِ نبوت سب عطائی ہی ہیں تو نبی اللہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پہلے سے تیاری کرتے اور چلے کاٹتے، مراقبے کرتے سراسر حماقت ہے۔ مذہب حقہ، اہلسنت و جماعت کی معتبر کتاب میں تحریر ہے:

اَللّٰهُ سُبْحَانَهٗ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَالنَّبُوَّةُ رَحْمَةٌ مَوْهِبَةٌ مُتَعَلِّقَةٌ مِشَيِّتِهٖ [۲]

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اپنی رحمت کے لیے جسے چاہتا ہے۔ خاص کرتا ہے پس نبوت وہبی رحمت ہے اور اُس کا تعلق محض اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے۔

[۱] تفہیم القرآن، جلد ۳، ص ۶۰-۶۱

[۲] شرح مواقف، ص ۶۶۳

کیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت سے بے خبر تھے؟

اللہ تعالیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنۡ أَرۡضِعِيهِۖ فَإِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَأَلۡقِيهِ فِي ٱلۡيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحۡزَنِيٓۖ إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيۡكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ○ (القصص، آیت 7)

''ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو وحی فرمائی کہ تو اُسے دودھ پلاتی رہ جب تجھے اس کے متعلق خوف محسوس ہو تو اُسے دریا میں ڈال دینا اور کوئی خوف و ملال نہ کرنا۔ ہم اُسے تیرے پاس واپس لانے والے اور اُسے رسالت پر معمور کرنے والے ہیں۔

آیت مبارک صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کو علم تھا کہ میرا بچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت کے لیے چنا جا چکا ہے۔ جب نبی اللہ کے لواحقین اُس کی نبوت سے بے خبر نہیں ہوتے تو یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ نبی اللہ بذاتِ خود اپنے مقام سے بے علم ہو۔

سوال: مودودی صاحب سے ہم یہ پوچھنے کے مجاز ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے گھر والے آپ کی رسالت سے باخبر تھے تو انہوں نے اعلانِ نبوت سے پہلے کون سی تیاری کرائی تھی؟ اور موسیٰ علیہ السلام نے پیری کی دُکان چمکانے کا کون سا طریقہ اختیار فرمایا تھا؟ اور آپ کے گھر والوں نے نذرانے سنبھالنے کے لیے کون سا سٹور تیار کیا تھا؟

مودودی صاحب تادمِ زیست اس سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کی ولادت کی بشارت دی ساتھ ہی اُس کے نبی اللہ ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نبوت کا قبل از ولادت اعلان

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ○ (سورۃ ال عمران، آیت نمبر 39)

''فرشتوں نے آپ کو پکار کر کہا جب کہ آپ محراب میں مشغول نماز تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ اس میں بزرگی کی شان ہوگی۔ قوت ضابطہٴ رکھنے والا اور نبی نیکوکاروں سے۔''

معلوم ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام اپنے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی اُن کی نبوت سے باخبر تھے کہ پیدا ہونے والا میرا بیٹا اللہ کا نبی ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عالم شیرخوارگی میں اپنی نبوت کا اعلان فرماتے ہیں

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا○

(سورۃ مریم، آیت نمبر 30)

''آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے۔''

سیدنا یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا بیٹا یوسف نبی اللہ ہے

سیدنا یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا بیٹا یوسف نبی اللہ ہے۔ اسی لیے خواب کی تعبیر میں آپ نے ارشاد فرمایا:

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ (سورۃ یوسف، آیت نمبر 6)

''اسی طرح تیرا پروردگار تجھے چنے گا۔''

مودودی صاحب خود لکھتے ہیں: ''نبوت عطا کرے گا۔'' [۱]

ثابت ہوا کہ نبی اللہ پیدائشی طور پر صفت نبوت سے متصف ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ نبی ہوگا ہم رسول بنائیں گے۔ یا اللہ تعالیٰ چنے گا۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ بالفعل مامور ہوگا اور اس معنی اور مفہوم سے مودودی صاحب کو بھی اتفاق ہے۔ لکھتے ہیں:

''حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ سے چھ مہینے بڑے تھے۔ ان کی والدہ اور حضرت عیسیٰ کی والدہ آپس میں قریبی رشتہ دار تھیں۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں وہ نبوت کے منصب پر عملاً مامور ہوئے۔'' [۲]

مودودی صاحب کے الفاظ ''عملاً مامور ہوئے'' صاف بتاتے ہیں کہ نبی اللہ کو جب اظہارِ نبوت کی اجازت دی جاتی ہے۔ وہ نبی اللہ کا منصبِ نبوت پر عملاً مامور ہونا ہوتا ہے، برگزیدہ تو پیدائشی طور پر ہی ہوتا ہے۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق مودودی صاحب نے اگرچہ کتنا ہی زہر اگلا ہے۔ مگر حقیقت کا اقرار اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کروا ہی لیا ہے۔ مودودی صاحب اخبار کے مضمون کی ابتداء میں لکھتے ہیں:

''تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اللہ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا۔''

مودودی صاحب اتنا بھی فہم نہیں رکھتے کہ لفظ ''برگزیدہ'' کا معنی چنا ہوا ہے

---

[۱] تفہیم القرآن، جلد ۲، ص ۳۸۵، حاشیہ نمبر ۵

[۲] تفہیم القرآن، جلد نمبر ۳، ص ۶۱، حاشیہ نمبر ۱۲

اور منتخب کا معنی بھی چنا ہوا ہی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہلے سے ہی چنے ہوئے نہ تھے تو ''برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا'' یہ جملہ بالکل لغو ہے۔ جو کہ مودودی صاحب کی علمی قابلیت کو چار چاند لگا رہا ہے۔ اگر آپ پہلے سے ہی برگزیدہ تھے تو برگزیدہ کو منتخب فرمانا گویا کہ چنے ہوئے کو چننا ہے جو کہ تحصیل حاصل ہے اور یہ اہلِ علم کے نزدیک بالکل باطل ہے۔ یہ جملہ جبھی درست ہوسکتا ہے کہ اس کا ترجمہ یوں کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کو عملاً منصب نبوت پر مامور فرمایا۔

کیا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعلان نبوت سے قبل اپنے منصب سے بے خبر تھے؟

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی نبوت سے بے خبر تھے۔ یہ سراسر جہالت ہے۔ دو چار نہیں بلکہ بیسیوں احادیث صحیحہ کا انکار ہے، ہم صرف چند احادیث شریفہ لکھتے ہیں:

حدیث نمبر ۱

عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ لِيُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اَنِّي لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ [۱]

''حضرت جابر بن سمرہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے ایک پتھر کا علم ہے جو کہ میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اَب بھی اُسے پہچانتا ہوں۔''

---

[۱] مسلم شریف، ص ۲۴۵۔ ترمذی شریف، ص ۵۲۱

حجر و شجر کے سلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں

حجر و شجر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیسے سلام پیش کرتے تھے۔ اس کے ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف نمبر ۲

عَنْ عَلِیّ اِبْنِ اَبِی طَالِب قَال کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا فِی بَعْضِ نَوَاحِیْھَا فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا وَھُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ [۱]

”علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ پس ہم بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے۔ کوئی پتھر یا درخت سامنے نہیں آیا مگر وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)۔“

حدیث شریف نمبر ۳

عَنْ ابنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ خَاتَمُ النُّبُوَّۃَ عَلٰی ظَھْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الْبُنْدُقَۃِ مِنْ لَّحْمٍ مَّکْتُوْبٍ فِیْھَا بِاللَّحْمِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ [۲]

”حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پشت مبارک پر بندق درخت کے پھل کی مثل گوشت میں مہر نبوت تھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)۔

کیا مودودی صاحب یا اُن کے پرستگاروں میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ مہر نبوت کب سے تھی۔ اگر کوئی صاحب یہ ثابت کر دے کہ یہ مہر نبوت چالیس سال کے

---

[۱] ترمذی شریف، ص ۵۲۲

[۲] خصائص کبریٰ، جلد ۱، ص ۶۰، مطبوعہ حیدر آباد دکن

بعد ظاہر ہوئی تھی اور اس سے پہلے نہ تھی، اُسے ایک حوالہ پر ایک صد روپے بطورِ انعام دیا جائے گا۔

حدیث شریف نمبر ۴

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قِیْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ بَیْنَ خَلْقِ آدَمَ وَ نَفْخِ الرُّوْحِ فِیْهِ۔ [۱]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ صفت نبوت سے آپ کب متصف ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ابھی آدم کے جسم سے رُوح کا تعلق نہ ہوا تھا (میں اس وقت نبی تھا)۔

حدیث شریف نمبر ۵

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللهِ مَتٰی كُنْتَ نَبِیًّا قَالَ وَ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ [۲]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ کہا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کب سے نبی ہیں فرمایا حالانکہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔''

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ مودودی صاحب کا اخباری اور تفہیم القرآن کا مضمون بالکل مردود و باطل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ آدم کے جسم میں روح داخل ہونے سے پہلے میں نبی تھا۔

سیاسی لیڈر مودودی صاحب کا ترجمہ از رُوئے گرائمر غلط ہے

لیڈر صاحب نے جس آیت مبارک پر اس مضمون کی بنیاد رکھی ہے وہ آیت اور

---

[۱] خصائص کبریٰ، جلد ۱، ص ۴

[۲] خصائص کبریٰ، جلد ۱، ص ۴

اس کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا كُنتَ تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ [۱]

سیاسی لیڈر صاحب اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''تم اس بات کے ہرگز امیدوار نہ تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی یہ تو محض تمہارے رب کی مہربانی سے (تم پر نازل ہوئی ہے)۔'' [۲]

لیڈر صاحب کا ترجمہ از روئے گرائمر بالکل غلط ہے۔ کیونکہ لفظ اِلَّا کو لفظ استثناء کہتے ہیں اور اس کا عمل یہ ہوتا ہے کہ اپنے سے ماقبل کے حکم سے اپنے سے مابعد کو مستثنیٰ کرتا ہے یعنی خارج کرتا ہے۔ آیت مذکورہ میں اِلَّا سے قبل یہ مضمون ہے کہ آپ کو یہ امید نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب اتاری جائے گی اور اِلّا کے بعد ہے رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ تو لفظ اِلَّا سمیت ترجمہ یہ ہوگا۔ مگر از روئے تیرے پروردگار کی رحمت کے اب سلیس ترجمہ یہ ہوگا کہ آپ کو اُمید نہ تھی کہ آپ پر کتاب اتاری جائے گی ''مگر از روئے رحمت رب کے'' آپ اُمیدوار تھے کیوں کہ لفظ ماجاء پر داخل ہوا نہ کہ نزول کتاب پر اور اس آیت میں جو استثناء ہے۔ اُسے استثناء متصل مانا گیا۔ لہٰذا جب مستثنیٰ منہ رجا ہے، تو مستثنیٰ بھی رجاء ہی ہوگی۔

مودودی صاحب کا ایک شبہ اور اُس کا جواب

مودودی صاحب کے مضمون سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے سے ہی جانتے تھے کہ میں نبی ہوں تو غارِ حرا میں فرشتہ آنے کے بعد آپ خوف زدہ ہو کر لرزتے کانپتے گھر کیوں آئے۔

---

[۱] سورۃ قصص، آیت نمبر ۸۶

[۲] تفہیم القرآن، جلد ۳، ص ۶۶۲

جواب: ہم کہتے ہیں کہ یہ کوئی جاہل سے جاہل بھی نہیں سوچ سکتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتے سے ڈر گئے تھے اور آپ کی حالت خراب ہوگئی تھی۔

مودودی صاحب قرآن کریم کی تفسیر تو لکھنے بیٹھ گئے مگر یہ نہ جان سکے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنے پر آپ کی حالت غیر معمولی کیوں ہوگئی تھی۔ جناب مودودی صاحب اس وقت کی سیاست کو تو خوب سمجھ سکتے ہوں گے مگر قرآن مجید کی سمجھ سیاست سے کہیں بالاتر ہے۔ کیا اس سیاسی لیڈر صاحب نے یہ آیت قرآن مجید میں نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ [۱]

''اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ پر اُتارتے تو تُو دیکھتا کہ پہاڑ ڈر کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اللہ کے خوف سے۔''

معلوم ہوا کہ نزول قرآن کی ایسی جلالت وشان ہے کہ اگر پہاڑ پر نازل ہوتا تو پہاڑ، پہاڑ نہ رہتا بلکہ ریت بن جاتا۔ لہٰذا اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر لرزہ طاری ہوگیا تو یہ آپ کے سابقہ نبی ہونے کے منافی نہیں بلکہ یہ عین شان نبوت ہے۔

مودودی صاحب کی ایک تازہ گوہر فشانی

فرماتے ہیں: ''ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام کسی ایسے دین کا نام نہیں ہے جسے پہلی مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیا ہو اور اس بنا پر آپ کو بانی اسلام کہنا صحیح ہو۔'' [۲]

---

[۱] سورۃ حشر، آیت نمبر ۲۱

[۲] نوائے وقت، ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء

اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَتَقِیْمُ الصَّلوٰۃَ وَتُؤْتِی الزَّکوٰۃَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ اَلْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا [۱]

''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایئے اسلام کیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے رمضان کے روزے رکھے۔اگر ہمت ہو تو حج کرے۔''

مودودی صاحب بتائیں کہ ہمارے آگے اسلام کا یہ ڈھانچہ سب سے پہلے کس نے پیش کیا جس ذات نے یہ ڈھانچہ پیش فرمایا ہمارے لیے وہی بانیٔ اسلام ہے۔

بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

عَنْ اِبْنِ عُمَرْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ وِ اَقَامُ الصَّلوٰۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکَاۃِ وَالْحَجَّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ [۲]

''ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔اللہ کی واحدنیت،محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی،نماز کو قائم کرنا،زکوٰۃ ادا کرنا،حج کرنا،ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔''

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ کے الفاظ بتارہے ہیں کہ اسلام کی یہ بنیادیں قائم کرنے والی ذات ہی بانیٔ اسلام ہے۔ان پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھنے والی ذات اگر بانی کہلانے کی مستحق نہیں تو پھر کون ہے؟

---

[۱] مشکوٰۃ شریف،ص۱۱

[۲] بخاری شریف،مسلم شریف(مشکوٰۃ شریف،ص۲)

جناب مودودی صاحب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بانی اسلام ہونے سے انکار کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مودودی صاحب کا اسلام وہ اسلام نہیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لے کر رونق افروز ہوئے تھے۔ اس بات کو ہم پھر دہراتے ہیں کہ اس اُمت کے سامنے سب سے پہلے اسلام پیش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں اور اس وقت سے لے کر قیامت تک کے ایمانداروں کے نزدیک آپ ہی بانئ اسلام ہیں۔ آخر میں ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایماندار کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تنقیص شان سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کا خسارا ہے۔

(آمین ثم آمین)

نوٹ: اس پمفلٹ کو پڑھنے کے بعد دوسرے دوستوں کو دے دیں تا کہ اس کارِ خیر میں آپ کا بھی حصہ شامل ہو جائے۔

جناب مودودی صاحب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانی اسلام ہونے سے انکار کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مودودی صاحب کا اسلام وہ اسلام نہیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر رونق افروز ہوئے تھے۔ اس بات کو ہم پھر دہراتے ہیں کہ اس اُمت کے سامنے سب سے پہلے اسلام پیش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اور اس وقت سے لے کر قیامت تک کے ایمانداروں کے نزدیک آپ ہی بانیٔ اسلام ہیں۔ آخر میں ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایماندار کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص شان سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کا خسارا ہے۔

(آمین ثم آمین)

نوٹ: اس پمفلٹ کو پڑھنے کے بعد دوسرے دوستوں کو دے دیں تاکہ اس کارِ خیر میں آپ کا بھی حصہ شامل ہو جائے۔

دل کو اُن سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف — ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں — کون ان جرموں پر سزا نہ کرے
سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب — آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے
دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے — ارے تیرا برا خدا نہ کرے
عذر امید عفو گر نہ سنیں — روسیاہ اور کیا بہانہ کرے
دل میں روشن ہے شمعِ عشق حضور — کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے
حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے — منکرِ آج ان سے التجا نہ کرے
ضعف مانا مگر یہ ظالم دل — ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے
جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا — وہی اچھا جو دل برا نہ کرے
دل سے اِک ذوقِ مے کا طالب ہوں — کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

لے رضاؔ سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

امام المناظرین مفسرِ قرآن

حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی قابلِ مطالعہ کتابیں





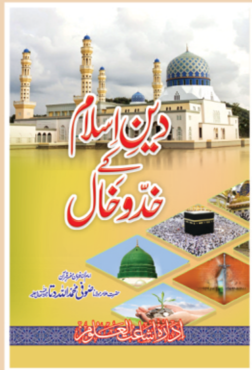




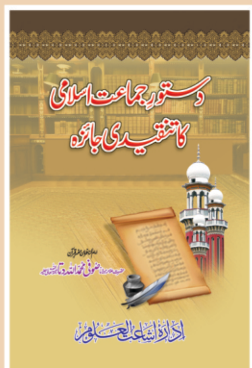












ادارہ اشاعت العلوم

جامع مسجد حنفیہ وسن پورہ لاہور